﴿قسط دوم﴾

رؤیت ھلال کمیٹی کا دائرہ عمل اور شرعی جائزہ

مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی

مدرس جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	عیداور رمضان کے ثبوت کے لئے ٹیلی فون کی خبر کا حکم	۴	کیا ریڈیو کے اعلان کے باوجود روزہ نہ رکھنا یا عید نہ کرنا گناہ ہے یا نہیں
۲	ریڈیو کی خبر پر عید منانا یا روزہ رکھنا	۵	خبر مستفیض کا حکم، اور اس کی تعریف
۳	ریڈیو کے ذریعہ ملک میں عید کی وحدت کا شرعی صورت	۶	خلاصہ

عیداور رمضان کے ثبوت کے لئے ٹیلی فون کی خبر کا حکم:

عیداور رمضان کے ثبوت کے لئے ٹیلی فون کی خبر کے بارے میں (کہ آیا اس کی خبر پر عمل کرنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟) فتاویٰ حقانیہ میں مذکور ہے:

اگر ٹیلی فون کے ذریعے خبر غلبہ ظن کے لئے مفید ہو اور کسی کے دھوکہ دینے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹیلی فون کی خبر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔(۲۶)

چنانچہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

ولو سمع من ورآء حجاب کثیف لا یشف من ورائه لا یجوزله أن یشهد،لأن النغمة تشبه النغمة ، الاإذا أحاط بعلم ذلک ،لأن المسموع هو العلم غیرأن رؤیته متکلماً بالعقد طریق العلم به فأذافرض تحقق طریق اٰخر، جاز . (۲۷)

عیدالفطر کا چاند دیکھنے کی اطلاع ٹیلی فون پر قابل اعتماد ہے یا نہیں؟

اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ فرماتے ہیں: ٹیلی فون کی خبر درجہ اخبار میں اس وقت معتبر ہوگی جبکہ ٹیلی فون کرنے والے کی آواز پہچانی جائے ،اور اس کی عدالت بھی معلوم ہو۔اس وقت اگر خود چاند دیکھنے والا۔یا شاہد علی الشہادت اس کی خبر ٹیلی فون پر دے دیں۔اس کی آواز بھی پہچان جائے ،اور وہ عادل بھی ہو،تو اس پر روزہ رکھا جائے گا۔لیکن عید کے لئے چونکہ شہادت شرط ہے،اور شاہد

کے لئے سامنے ہونا ضروری ہے، لہذا اس پر شہادت نہیں دی جاسکتی، اور نہ اس پر عید کی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر مختلف مقامات سے متعدد ٹیلی فون آجائیں، اور استفاضہ کو پہنچ جائیں، تو اس پر بشرط غلبہ ظن حاصل ہوجانے کے عید منائی جائے گی...... ریڈیو، ٹیلی فون، تار برقی خط، اور اخبار میں یہ فرق ہے کہ تار برقی، اور اخبار سوائے صورت استفاضہ ہرگز معتبر نہیں، البتہ خط بشرط معرفۃ الکاتب وعدالتہ، ریڈیو اور ٹیلیفون بشرط معرفت صاحب الصوت وعدالتہ درجہ اخبار میں معتبر ہوں گے، شہادت میں نہیں ہوں گے۔

وقال في زبدة المقال:

وأما العمل بالخط، والراديو، والتلفون، ففي موضع تكون الشهادة شرطاً فيه فغير صحيح، لأن الشاهد يجب أن يكون بحضور القاضي بلا حائل كاشفاً عن وجهه. كما هو مصرح في موضعه. وأما المواقع الذي يكفي فيها مجرد الأخبار بدون الشهادة، والعمل بالمذكور جائز صحيح في المعاملات، والديانات. كلها بشرط معرفة خط الكاتب وعدالته في الخط وصوت المخبر وعدالته، في خبر الراديو والتلفون. (۲۸)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے: کہ وہ مواقع جس میں شہادت شرط ہے تو وہاں خط، ریڈیو کی خبر اور ٹیلی فون پر عمل کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ شاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ قاضی کے سامنے بغیر حائل کے ہو اور اس کا چہرہ بھی کھلا ہوا ہو۔ اور وہ مواقع جہاں پر صرف خبر بغیر شہادت کے کافی ہے تو مذکورہ چیزوں پر عمل جائز اور صحیح ہے۔ معاملات میں بھی اور دیانت میں بھی تمام کے تمام اس شرط پر کہ کاتب کے خط کی معرفت ہو، اور اس کی عدالت بھی خط میں ہو، ریڈیو اور ٹیلی فون کی خبر میں مخبر کی آواز، اور اس کی عدالت کی معرفت ہو۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ ٹیلی فون کی خبر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ٹیلی فون کی خبر پر رؤیت کے ثبوت کا حکم دینا ناجائز ہے کیونکہ ٹیلی فون پر بات کرنا شہادت شرعیہ کے حدود میں داخل نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے تاہم اشتباہ سے خالی نہیں، اور مشتبہ چیز پر رؤیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا، ٹیلی فون پر تجارت بلکہ حکومت کا کاروبار چلتا ہو پھر بھی ٹیلی فون پر کوئی جج گواہی نہیں لے سکتا، اور قانون شہادت کی رو سے ٹیلیفون پر شہادت مقبول نہیں ہوسکتی، پس قانون شریعت میں بھی حکم کے لئے ٹیلی فون پر شہادت مقبول نہیں۔ (۲۹)

جیسا کہ درمختار میں ہے: ولایشهد على محجب بسماعه منه الا اذاتبين لقائل بأن لم يكن في البيت غيره...... أويرى شخصها "أي للقائلة" مع شهادة اثنين بأنها فلانة بنت فلان ابن فلان. الخ (۳۰)

اگر دوسرے شہر سے کسی شخص کو رمضان کے چاند کی خبر ٹیلی فون پر ملے، اور اس کو یقین ہوجائے کہ فلاں شخص کی آواز ہے اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے تو یہ شخص اپنے اس یقین پر اپنے نفس کے لئے عمل کرسکتا ہے (یعنی خود روزہ رکھ سکتا ہے)، لیکن دوسروں کو

نہیں کہہ سکتا کہ تم روزہ رکھو، اور نہ عام طور پر رمضان کے ثبوت کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر عید کے چاند کی خبر کسی کو ٹیلی فون پر ملے تو وہ باوجود آواز پہچاننے اور یقین ہو جانے کے بھی روزہ نہ چھوڑے۔ الخ (۳۱)

ریڈیو کی خبر پر عید منانا یا روزہ رکھنا:

اگر ریڈیو سٹیشن سے رؤیت ہلال کا اعلان ہو جائے تو آیا شریعت محمد ﷺ میں اس اعلان کا اعتبار ہے یا نہیں؟

اس بارے میں "احسن الفتاوی" میں مذکور ہے: خلاصۃ الکلام

(۱) شہادت میں خط، ٹیلی گراف، ٹیلی فون وغیرہ کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں۔

(۲) خبر کی دو قسمیں ہیں: (الف) معاملات دنیویہ کی خبر (ب) معاملات دینیہ کی خبر

معاملات دنیویہ میں بشرط اطمینان قلب اُن کی خبر معتبر ہے۔

(۳) معاملات دینیہ میں اگر تحریر اور آواز کا امتیاز ہو اور مخبر مسلم ہو تو خط، ریڈیو اور ٹیلی فون کی خبر معتبر ہے، ٹیلی گراف کی خبر معتبر نہیں، اس لئے کہ اس میں امتیاز صوت نہیں ہو سکتا۔

(۴) اگر ریڈیو، ٹیلی گراف اور ٹیلی فون وغیرہ خاص معتبر مسلم اور عادل شخص کے ضابطہ کے تحت ہو کہ بدون اس کی اجازت کے کوئی بھی خبر نشر نہ ہو سکے، تو اس صورت میں ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ کی خبر دینی معاملات میں بہر صورت (آواز ممتاز ہو یا نہ ہو) معتبر ہے، اور اس صورت میں ٹیلی گراف کی خبر بھی معتبر ہے۔ (۳۲)

اور فتاوی مفتی محمودؒ میں مذکور ہے: ریڈیو، ٹیلی فون، تار در باب صوم وفطر سوائے صورت استفاضہ کے معتبر نہیں۔ استفاضہ یہ ہے کہ متعدد جگہوں یا ایک جگہ سے متعدد ٹیلی فون، یا متعدد ریڈیو کے بیانات آجائیں تب اس پر دربارۂ صوم و عید عمل کرنا جائز ہے، ویسے نہیں۔ ہاں اگر جماعت علماء مجاز (ہلال کمیٹی) کے سامنے تحت احکام شرع ہلال صوم، یا فطر ثابت ہو جائے اور اس کا اعلان ریڈیو میں حاکم مجاز کی طرف سے ہو، تو اس کے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔

كما قال في زبدة المقال في رؤية الهلال ص ١٦:

اذاثبت الصوم، أو الفطر عند حاكم تحت قواعد الشرع بفتوى العلمآء، أو عند واحد، أو جماعة من العلماء والثقات ولاهم رئيس المملكة أمر رؤية الهلال، وحكموا بالصوم، أو الفطر ونشروا حكمهم هذا في راديو، يلزم على من سمعها من المسلمين العمل به في حدود ولا يتهم، وأما في ماوراء حدود ولا يتهم فلابد من الثبوت عند حاكم تلك ولاية شهادة شاهدين على الرؤية على الشهادة، أو على حكم الحاكم، أو جآء الخبر مستفيضاً، لأن حكم الحاكم نافذ في ولايته، دون ماورآءها. (۳۳)

اور مولانا برہان الدین سنبھلی اپنے رسالہ (رؤیت ہلال کا مسئلہ، عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں) میں ریڈیو

کی خبر کے حکم کے بارے میں لکھتے ہیں، ریڈیو کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر نشر ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی جگہ علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی، یا کسی مستند ثقہ عالم نے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر رؤیت کا فیصلہ کیا اور اب اناؤنسر اس فیصلہ کو پوری تفصیل وتصریح کے ساتھ ہلال کمیٹی، یا عالم کی جانب منسوب کر کے بحثیت اس کے نمائندہ کے ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے، تو اس طرح کے اعلان کو حجت سمجھا جائے گا، اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ (۳۴)

اور زبدۃ المقال فی رؤیۃ الہلال میں مذکور ہے:

فعلم من هذا أن صوت الطبل، وكذلك الأمارات الاخر تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن هي الحجة في الفطر أيضاً ...... فتخصيص هذه الأمارات بالصوم مع افادتها غلبة الظن بلادليل، وايقاع الناس في الحرج، فأنه لا يتيسر لكل واحد وجود الشهادة عنده على الرؤية، أوعلى الشهادة، أوعلى حكم الحاكم. ولا يمكن للحاكم أن يبعث في أطراف ولايته لتنفيذحكمه العام شاهدين يشهد ان على حكمه. فأن لم يعتبر هذه الأمارات، أونداء المنادي من المحكمة ومنه خبر الراديو، لأدى ذلك الى حرج عظيم......

وأيضاً قال مولانا عبدالحي لكهنوي في اللغة الاردوية ما ترجمته.

أن الأفطار (بهذه الامارات) يصح، لأن صوت المدافع بحسب العادة الشائعة يوجب غلبة الظن بالعيد. وغلبة الظن يكفي للعمل، ولهذا يلزم الصوم بهذه العلامات كما في ردالمحتار. قلت: والظاهر أنه يلزم أهل القرى الخ. ولايظن أن الناشر، والمخبر بالراديو مستور الحال، بل الغالب أنه يكون فاسقاً، كما هو المشاهد في أرباب الحكومة، فكيف يكون خبره معتبراً، لأن ناشر حكم القاضي لا يشترط فيه العدالة، فيجوز أن يكون المعلن، والمنادي، والناشر لحكم القاضي، والوالي فاسقاً. ويجب على الناس اطاعة اعلانه، ونداءه. قال العلامة الشامي: وقد يقال: أن المدافع في زماننا يفيد غلبة الظن، وان كان ضاربه فاسقاً. (۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ طبلہ کی آواز وغیرہ دوسری علامات ہیں جو کہ غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں، اور غلبہ ظن افطار میں بھی حجت ہے۔

پس ان علامات کی تخصیص صرف روزے کے ساتھ کرنا، جبکہ یہ غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں۔ تخصیص بلادلیل ہے، اور لوگوں کو حرج میں مبتلا کرنا ہے، اس لئے کہ ہر ایک کے پاس رؤیت پر شہادت یا شہادت پر شہادت، یا حکم حاکم پر شہادت کا موجود ہونا آسان نہیں ہے۔ اور نہ ہی حاکم کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی ولایت کے تمام اطراف میں اپنے حکم عام کی تنفیذ کے لئے دو گواہ بھیجے جو اس کے حکم پر گواہی دیں، اب اگر ان علامات کو، اور محکمہ کی جانب سے اعلان (جس میں ریڈیو کا اعلان بھی شامل ہیں) کو معتبر نہ مانا جائے تو یہ ایک عظیم حرج میں مبتلا کرنے کا موجب بن جائے گا، اور یہ فقہاء کی عبارتوں کو غلط ٹھہرانے کے مترادف ہوگا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی نے فرمایا: کہ ان علامات کی بنیاد پر افطار جائز ہے، اس لئے کہ توپ کی آواز مروجہ عادت کے مطابق عید کے بارے میں غلبہ ظن کا موجب ہے، اور غلبہ ظن عمل کے لئے کافی ہے۔ اس وجہ سے ان علامات کی وجہ سے روزہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے۔ اور یہ گمان بھی کوئی نہ کرے کہ ریڈیو پر نشریات کرنے والا، اور خبریں پڑھنے والا مستورالحال ہوتا ہے، بلکہ غالب یہ ہے کہ وہ فاسق ہوتا ہے جیسا کہ ارباب حکومت کے بارے میں عام مشاہدہ ہے تو اس کی خبر کیسے معتبر سمجھی جائے گی، اس لئے کہ ناشر قاضی کے حکم میں ہے اور اس میں عدالت شرط نہیں، پس اعلان کرنے والے، منادی کرنے والے، اور قاضی کے حکم کو نشر کرنے والے، اور والی اگر چہ فاسق ہو تب بھی اس کے اعلان، اور ندا کی اطاعت واجب ہے۔ علامہ شامی نے ج ۲ ص ۱۱۵ پر فرمایا: اور کہا جاتا ہے کہ توپ کی آواز ہمارے زمانہ میں غلبہ ظن کا فائدہ دیتا ہے، اگر چہ توپ چلانے والا فاسق ہی کیوں نہ ہو۔

اور مولانا برہان الدین سنبھلیؒ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں: ریڈیو کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر نشر ہونے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ پہلی صورت تو وہی ہے کہ ریڈیو خبر کے طور پر یہ بات بیان کردے کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا (نظر آیا، یا دیکھا گیا) خواہ ایک جگہ کی رؤیت کے بارے میں یہ اطلاع دی جارہی ہو، یا کئی جگہ کی (درانحالیکہ ریڈیو کی یہ اطلاع اس کے اپنے ذرائع پر مبنی ہو) اس صورت میں ریڈیو کی خبر کا اعتبار کر کے اس کی بنیاد پر کسی دوسری جگہ رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، چاہے اس خبر کو نشر کرنے والا کوئی معتمد مسلمان ہی ہو۔ کیونکہ فقہائے کرام رحمھم اللہ نے اس نوعیت کی خبر (جس میں یہ بیان کیا جائے کہ فلاں جگہ لوگوں نے چاند دیکھا) کے بارے میں تصریح کی ہے کہ اگر ایک جماعت بھی بیان کرے تب بھی اس پر اعتماد کر کے کسی دوسری جگہ رؤیت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

اس بارے میں فتح القدیر میں مذکور ہے:

لو شهد جماعة: أن أهل بلد كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا، وهذا اليوم ثلثون بحسابهم، ولم يرهؤلاء الهلال ، لا يباح فطرغد ، ولا تترك التراويح هذه الليلة ، لأن هذه الجماعة لم يشهدوا بالرؤية ولا على شهادة غيرهم ، وانما حكوا رؤية غيرهم. ولو شهدوا أن قاضي بلد كذا شهد عنده اثنان برؤية الهلال في ليلة كذا ، وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي أن يحكم بشهادتهما ، لأن قضآء القاضي حجة وقد شهدوا به. (۳۶)

مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوا ہے: کہ اگر ایک پوری جماعت بھی کسی جگہ رؤیت ہو جانے کی شہادت دے (جب کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی خود چاند نہیں دیکھا، اور نہ کسی چاند دیکھنے والے کی گواہی پر شہادت دی) تو بھی اس کا اعتبار نہیں ...... تو ریڈیو جس کی صداقت اور حجیت کے متعلق بہت سے احتمالات ہیں، اور مجال سخن موجود ہے اس کی خبر کو کس طرح فیصلہ کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے؟

یہاں یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ اس طرح کی خبریں متعدد مقامات کے ریڈیو اسٹیشن نشر کریں تب بھی یہی حکم ہے جب تک

ان خبروں میں استفاضہ کی شان پیدا نہ ہو۔

ریڈیو کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر نشر ہونے کی دوسری صورت یہ ہے: کہ کسی جگہ علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی، یا کسی مستند ثقہ عالم نے با قاعدہ شرعی بنیادیوں پر رؤیت کا فیصلہ کیا۔ اور اب اناؤنسر اس فیصلہ کو پوری تفصیل وتصریح کے ساتھ ہلال کمیٹی، یا عالم کی جانب منسوب کر کے بحیثیت اس کے نمائندہ کے ریڈیو سے اعلان کے طور پر نشر کرتا ہے تو اسی طرح کے اعلان کو حجت سمجھا جائے گا۔ اور اس پر عمل کیا جائے گا۔ (۳۷)

اور خیر الفتاویٰ میں مفتی محمد شفیعؒ کی یہ رائے مذکور ہے: جس علاقہ کے ریڈیو سے وہاں کے علماء کے فیصلہ کے مطابق اعلان ہو وہ اسی علاقہ کے حدود میں واجب العمل ہوگا، دوسرے علاقوں میں جب تک شرعی ثبوت کے ذریعہ وہاں کے علماء فیصلہ نہ دیں یہ اعلان اثر انداز نہ ہوگا۔ مثلاً کراچی ریڈیو کا اعلان صرف سندھ، بلوچستان پر، اور لاہور ریڈیو کا اعلان صوبہ پنجاب پر، اور پشاور ریڈیو کا اعلان صوبہ سرحد اور آزاد قبائل پر اثر انداز اور واجب التعمیل ہوگا، ایک علاقہ کا اعلان دوسرے علاقہ کے لئے موثر نہ ہوگا۔ (۳۸)

ریڈیو کے ذریعہ ملک میں عید کی وحدت کی شرعی صورت:

کیا عید میں وحدت اور یکسانیت کی کوئی جائز صورت ہے؟

اس بارے میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ رقمطراز ہیں:

اگر پورے ملک میں ایک ہی دن عید منانے کا فیصلہ کرنا ہی ہے تو اس کی جائز صورت یہ ہے: کہ پہلے تو ماہرین فلکیات وموسمیات اور محقق علماء کی کوئی جماعت اس کی تحقیق کرے کہ پاکستان میں کراچی سے پشاور تک، اور دوسری جانب ڈھاکہ اور سہلٹ تک از روئے قواعد ریاضی ایسا اختلاف مطالع کہیں ہوسکتا ہے یا نہیں۔ جس کی بناء پر ایک جگہ کی شہادت کا اعتبار کرنے سے دوسری جگہ مہینہ صرف اٹھائیس دن کا رہ جائے، یا اکتیس دن کا بن جائے۔

اگر ایسا اختلاف مطالع نہیں ہے تو پورے مغربی اور مشرقی پاکستان میں ایک ہی دن عید منائی جاسکتی ہے۔ اور اگر ایسا اختلاف ہے تو جس حصہ ملک میں ایسا اختلاف ہے تو اس کو علیحدہ کر کے باقی ملک میں ایک دن عید منائی جائے، اور اس دوسرے حصہ کو وہاں کی رؤیت کے تابع چھوڑا جائے۔

پورے ملک یا اس کے اکثر حصہ میں جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اختلاف مطالع کا مذکورہ الصدر اثر نہیں پڑتا۔ ایک ہی دن عید منانے کی جائز صورت یہ ہے کہ چند چیزوں کا پوری احتیاط کے ساتھ التزام کیا جائے:

(۱): پورے ملک میں ریڈیو اسٹیشنوں کو اس کا پابند کر دیا جائے کہ کسی جگہ چاند دیکھے جانے یہ نہ دیکھنے کے متعلق کوئی خبر شائع نہ کریں، بلکہ صرف وہ فیصلہ نشر کریں جو صدر مملکت، یا اُن کے قائم مقام کی طرف سے ان کو دیا جائے۔

(۲): پورے ملک کے ہر قصبہ میں مقامی مستند علماء کی ایک ہلال کمیٹی قائم کی جائے۔ جس میں انتظام درست رکھنے کے لئے ایک

مقامی افسر بھی شامل ہو۔

اس کمیٹی میں کم از کم ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہوگا جو شرعی ضابطہ شہادت سے پورا واقف ہو۔ یہ کمیٹی اپنے قصبہ، یا دیہات سے آنے والی شہادتوں کی سماعت کرے اور شرعی ضابطہ شہادت کے مطابق اس کو معتبر سمجھے، تو اس کے مطابق فیصلہ کا اعلان خود نہ کرے بلکہ تحریر کر کے دو گواہوں کے ہاتھ ضلع میں بھیج دیں۔

(۳): ہر ضلع میں بھی بصورت مذکورہ ایک ہلال کمیٹی بنائی جائے، اور یہاں اس کمیٹی کے علاوہ کسی اعلیٰ افسر کو صدر مملکت کی طرف سے فیصلہ ہلال کے اعلان کرنے کا مجاز بنا کر اختیار دے دیا جائے کہ وہ ہلال کا فیصلہ نشر کرنے میں صدر مملکت کا قائم مقام متصور ہو، کیونکہ صدر مملکت کے سوا کسی عالم۔ یا آفسر کا فیصلہ پورے ملک کے لئے واجب التعمیل نہیں ہوسکتا۔ فتح الباری ''شرح بخاری'' کتاب الصوم میں ہے: **وقال ابن الماجشون : لا یلزمهم بالشهادة الالأهل البلد الذی تثبت فیه الشهادة، الأ أن یثبت عند الأمام الأعظم ، فیلزم الناس کلهم ، لأن البلاد فی حقه کالبلد الواحد ، اذحکمه نافذ فی الجمیع.** (۳۹)

(۴): ضلع کمیٹی خواہ خود شہادت سن کر کوئی فیصلہ کرے یا قصبات سے آئے ہوئے کسی فیصلہ کو اختیار کرے، مگر اعلان خود نہ کرے، بلکہ اعلان کا مضمون لکھ کر اس اعلیٰ افسر کو دیدے جو قائم مقام صدر کی حیثیت سے اس کو نشر کرائے گا۔

(۵): افسر مجاز اس فیصلہ کو ریڈیو پر نشر کرنے والے کو اس کا پابند کرے کہ اس فیصلہ کو عام خبروں کی طرح نہیں، بلکہ ٹھیک ان الفاظ میں نشر کرے جو ہلال کمیٹی کی طرف سے آفسر مجاز کے پاس بھیجے گئے ہیں، اور اس کا اظہار بھی کردے کہ یہ فیصلہ صدر مملکت کی طرف سے نشر کیا جا رہا ہے جس کی پابندی پورے ملک میں، یا اس کے فلاں فلاں حصے میں واجب التعمیل ہوگی۔ (۴۰)

اور فتاویٰ محمود میں مذکور ہے:

ریڈیو کے اعلان سے عید فطر، اور رمضان کا روزہ وغیرہ امور کا عمل اس وقت جائز ہوتا ہے جبکہ حکومت کی طرف سے اس کا پورا انتظام ہو کہ وہ علماء کے مشورہ سے باقاعدہ حاضر گواہوں کی گواہی لے کر فیصلہ نافذ کرے، اور پھر اس فیصلہ کو ریڈیو سے نشر کرے۔ اس صورت میں ریڈیو کے اعلان پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ اس انتظام کے بغیر اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ (۴۱)

کیا ریڈیو کے اعلان کے باوجود روزہ نہ رکھنا یا عید نہ کرنا گناہ ہے یا نہیں:

اگر رؤیت ہلال کے علماء کی نمائندہ جماعت مقرر ہو جائے اور وہ شرعی طریق سے شہادت، اور اخبار مستفیضہ پر فیصلہ کردے، تو وہ فیصلہ تمام حدود پاکستان میں نافذ ہوگا۔ ریڈیوں کا حاکم محض نشر کرنے والا ہوگا۔ (۴۲)

خبر مستفیض کا حکم، اور اس کی تعریف:

یہ بات ہمارے تقریباً تمام علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ استفاضہ خبر موجب حکم ہے۔ مثلاً مجمع الأنہر کی عبارت پیش کی جاتی ہے:

قال شمس الائمة الحلوانی: ألصحیح من مذهب أصحابنا أن الخبر اذا استفاض فی بلدة آخری ، وتحقق یلزمهم حکم تلک البلدة. (۴۳) وھکذا فی ردالمحتار. (۴۴)

مختلف علماء کے کلام سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ (استفاضہ خبر) خبر کی اس نوعیت کو کہتے ہیں۔جس سے سننے والوں کو یقین کامل، یا قریب بہ یقین کامل، کیفیت (ظن) حاصل ہوجائے، البتہ اس کی صورتوں اور مصداق میں علماء کے کلام مختلف ہیں۔

مثلاً علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ''العرف الشذی'' میں استفاضہ کوتواتر کے ہم معنی قرار دیا، ان کے علاوہ فلسفہ فقیہ ابن رشد کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں (رؤیت ہلال کی بحث کے دوران): واذابلغ الخبر مبلغ التواتر ، لم یحتج فیه الی الشهادة. (۴۵)

اسی استفاضہ کی ایک ایک صورت علامہ رحمتی نے بیان فرمائی: قال الرحمتی: معنی الأستفاضة: أن تأتی من تلک البلدة جماعات متعدد ون کل منهم یخبر عن أهل تلک البلدة أنهم صاموا عن رؤیة لا بمجرد الشیوع من غیر علم بمن شاعه. (۴۶)

اور ''درمختار'' کے مشہور، معتبر شارح طحطاویؒ نے (نعم لو استفاضہ) کی تعریف وتشریح بایں طور کی ہے:

أی کثر الخبر ، واشتهر ،ولم یبینو اله حداً.

مذکورہ تعریف میں خبر بیان کرنے والے افراد کی تعداد کی حد بندی نہیں کی گئی، بلکہ اس کے اثر (یعنی شہر میں اس کا عام چرچہ ہوجائے) کومراد بنایا گیا ہے۔ان کے علاوہ عصر آخر کے محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ استفاضہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ثم اعلم أن المراد بالأستفاضة تواتر الخبر من الواردین من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم یثبت بها، لا مجرد الأستفاضة، لأنها قدتکون مبنیة علی اخبار رجل واحد،مثلاً فیشع الخبر عنه،ولا شک أن هذا لا یکفی بدلیل قولهم اذا استفاض الخبر وتحقق فأن التحقیق لا یکون الابما ذکرنا. (۴۷)

اور یقینی خبر ایک تعریف امام ابو یوسفؒ، اور امام محمدؒ سے ابن ہمام نے یہ نقل کی ہے: والحق ماروی عن محمد وابی یوسف أیضاً: أن العبرة لتواتر الخبر ومجیئه من کل جانب. (۴۸)

اس مذکورہ عبارت میں بھی تواتر، اور ہر جانب سے خبر آنے کا اعتبار کیا ہے۔اور دکتور محمود الطحان، خبر مستفیض، کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں: ألمستفیض: لغة: اسم فاعل من استفاض مشتق من فاض الماء، وسمی بذلک لأنتشاره''.

اصطلاحاً: اختلف فی تعریفه علی ثلاثة أقوال وهی:

۱. هو مرادف للمشهور

۲. هوأخص منه، لأنه یشترط فی المستفیض أن یستوی طرفا اسناده ، ولا یشترط ذلک فی المشهور.

۳.هو أعم منهم أى عكس القول الثانى. (۴۹)

مذکورہ بالاعبارت میں تین اقوال بیان کئے گئے ہیں:

(ا): ''مستفیض'' مشہور کے مترادف ہے اور مشہور کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے،(ما رواه ثلاثة فأكثر .فى كل طبقة.مالم يبلغ حد التواتر)

(۲): ''مستفیض'' مشہور سے خاص ہے، اور مشہور عام ہے، اس لئے کہ مستفیض میں سند کا دونوں طرف مساوی ہونا ضروری ہے (شرط ہے) بخلاف مشہور کے۔

(۳): ''مستفیض'' مشہور سے عام ہے، اور مشہور خاص ہے، (عکس قول ثانی)۔اور ''المہذب'' میں مستفیض کی تعریف یوں مذکور ہے: ألمستفيض هو: ما نقله جماعة تزيد على الثلاثة فلا بد أن يكون الرواة أربعة فصاعداً، وهو مذهب جمهور الأصوليين. .(۵۰)

وقيل: ان المستفيض هو الشائع بين الناس ،وقد صدر عن أصل . ولافرق بين المستفيض: والمشهور وقيل بل بينهما فرق وهو أن المستفيض ماسبق بيانه، والمشهور هو: مااشتهرولوفى القرن الثانى أوالثالث. وقيل: ان المستفيض والمشهور فى مرتبة متواسطة بين المتواتر والآحاد.....لذلك قال بعض العلماء : ان ضابطه: ان ينقله عدد كثير يربو على الآحاد، وينحط عن عدد المتواتر .وقيل ان المستفيض بمعنى المتواتر.

وقيل: ان المستفيض فى رتبة أعلى من المتواتر .والصحيح ماقلناه وهو: ان المستفيض والمشهور بمنعى واحد. وأنهما داخلان ضمن الآحاد ، ولا يخرجان عنه ، لأنه لا يفيد الاالظن. (۵۱)

مذکورہ عبارت میں مختلف اقوال ذکر کئے گئے ہیں، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خبر مستفیض وہ ہے جس کے نقل کرنے والے تین سے زائد افراد ہوں۔اور یہ جمہور اصولیین کا مذہب ہے۔اور بعض حضرات فرماتے ہیں: کہ مستفیض اور مشہور، متواتر اور آحاد کے درمیانے مراتب میں سے ہیں جیسا کہ بعض علماء نے یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے ناقلین آحاد (خبر واحد) سے بڑھ کر ہو، اور متواتر کے عدد سے کم ہوں۔

اور صحیح قول صاحب کتاب نے یہ بیان کیا ہے کہ: مستفیض، اور مشہور دونوں ہم معنی ہیں اور یہ خبر واحد کے ضمن میں داخل ہیں، اس سے خارج نہیں، کیونکہ یہ صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔خلاصہ یہ کہ جس سے یقین کامل، یا قریب بہ یقین کیفیت (ظن) حاصل ہو وہ خبر مستفیض ہے۔

خلاصہ:

فقہائے کے مذکورہ اقوال نیز ان کے علاوہ دیگر اقوال (جن میں بعض آگے آرہے ہیں) سے ''استفاضہ خبر'' کے بارے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ خبروں کی اس طرح آمد کہ ظن حاصل ہو جائے، اور تردد باقی نہ رہ جائے جس کی تعبیر ''تحقق خبر'' کی گئی ہے، بس اسی کیفیت کا پایا جانا ضروری ہے اور اس کے حصول کے لئے خبر دینے والوں کی کسی خاص تعداد کا تعین نہیں کیا گیا ہے، بلکہ خبر لانے والوں کی شخصیت اور وجاہت کے اختلاف سے وہ تعداد بدلتی اور کم وبیش ہوتی رہے گی، کہ جس سے اطمینان حاصل ہو (جیسے خلف بن ایوب کا ایک قول ''فتاوی الولوالجیة'' میں مذکور ہے کہ: بلخ میں تو شاہدی دینے کے لئے پانچ سو افراد بھی کم ہے۔)

اس لئے اس کو قاضی (یا اس کے قائم مقام مفتی، یا ہلال کمیٹی) کی صوابدیدی پر چھوڑ دیا گیا ہے، جیسا کہ امام محمدؒ سے منقول ہے:

عن محمد: أنه يفوض مقدار القلة والكثرة الىٰ رأى الأمام وهو الصحيح .... والحق ماروى عن محمد وابى يوسف أيضاً: أن العبرة لتواتر الخبر، ومجيئه من كل جانب، حتى لا يتوهم تواطئهم على الكذب، وفى الزاد: وهوالصحيح. (۵۲)

یہی بات حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی صاحبؒ نے بھی اپنے گرانقدر حواشی عمدۃ الرعایۃ (حاشیہ شرح وقایہ) میں تحریر فرمائی ہے: ألجمع الذى يحصل بخبرهم غلبة الظن، وهومفوض الى رأى الامام من غير تقدير عدد، وهوالصحيح. (۵۳) وهكذافى أحسن الفتاوىٰ. (۵۴)

نوٹ: آئندہ قسطوں میں اختلاف مطالع پر اہم فتاویٰ اور اکابر کی آراء شائع کرینگے۔ (ان شاء اللہ)

مراجع و مصادر

۲۶. فتاوىٰ حقانيه، ج۴ ص ۱۳۲

۲۷. فتح القدير، كتاب الشهادة، فصل فيما يتعلق بكيفية الأدآء ومسوغه، ج۷ ص ۳۸۴

۲۸. فتاوىٰ مفتى محمود، ج۳ ص ۴۱۸

۲۹. كفايت المفتى، كتاب الصوم، ج۴ ص ۲۱۵ ''دارالاشاعت''

۳۰. الدرالمختار، كتاب الشهادات، ج ۵ ص ۴۶۸، طبع سعيد

۳۱. كفايت المفتى، ج۴ ص ۲۱۶

۳۲. أحسن الفتاوىٰ، كتاب الصوم، ج۴ ص ۴۱۰

۳۳. فتاوىٰ مفتى محمود، ج۳ ص ۴۲۴

۳۴. رؤیت ھلال کا مسئلہ ، عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں ص ۵۷

۳۵. زبدة المقال فی رؤیة الھلال ، مأخوذ أزفتاویٰ مفتی محمود ، ج ۳ ص ۴۵۸

۳۶. فتح القدیر ، ج ۲ ص ۵۳

۳۷. رؤیت ھلال کا مسئلہ ،عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں، ص ۵۴،۵۵،۵۷

۳۸. خیر الفتاویٰ ج۴ ص ۱۰۶

۳۹. فتح الباری ، ج ۴ ص ۱۲۳ باب قول النبی ﷺ ''اذارأیتم الھلال فصوموا،الخ''

۴۰. رؤیت ھلال ، از حضرت مفتی محمد شفیعؒ

۴۱. فتاویٰ مفتی محمود ، کتاب الصوم ، ج ۳ ص ۴۲۶

۴۲. فتاویٰ مفتی محمود ، کتاب الصوم ، ج ۳ ص ۴۳۳

۴۳. مجمع الأنھر ، ج ۱ ص ۲۳۹.

۴۴. فتاوی شامی ، ج ۲ ،ص ۳۹۰.

۴۵. بدایة المجتھد ونھایة المقتصد ، ج ۳ ،ص ۱۵۹

۴۶. ردالمحتار ، ج ۲ ، ص ۳۹۰

۴۷. حاشیہ بحرالرائق ، کتاب الصوم، ج ۲ ص ۴۷۲ ،مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ

۴۸. حاشیہ بحرالرائق ، کتاب الصوم، ج ۲ ص ۴۷۲ ،مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ

۴۹. تیسیر مصطلح الحدیث ، ص ۲۲.

۵۰. شرح شرح نخبة الفکر فی مصطلحات أھل الأثر ، ص ۱۹۱،۱۹۲

۵۱. ألمھذب فی علم اصول فقه المقارن ، ج ۲ ص ۶۸۴

۵۲. مجمع الأنھر ، ج ۱ ص ۲۳۶،۲۳۷

۵۳. عمدة الرعایة ، ج ۱ ص ۳۰۹ ، حاشیہ نمبر ۱۲

۵۴. أحسن الفتاویٰ ، ج ۴ ص ۴۶۴

ادارہ اپنے قارئین اور حضرت شاہؒ کے محبین و مخلصین کی طرف سے ارسال کردہ تعزیتی خطوط اور مراسلات بھیجنے پر بے حد مشکور ہے۔ جنہوں نے ہمارے دل جوئی تشجیع اور حوصلہ افزائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور حضرت شاہ صاحب کے غم میں ساتھ شریک ہوکر ایک محب مخلص اور صدیق باوفا کی فرض انجام دے (ادارہ)